30نومبر1961

ازعدالت الاعظمیٰ

ریاست مدھیہ پردیش

بنام

گوالیار شوگر کو۔لمیٹڈ،اور دیگران

(اور منسلک اپیل)

(بی پی سنہا، چیف جسٹس،ایس کے داس، اے کے سرکار، این راجا گوپالا آینگر اور جے آر مدھولکر،جسٹسز)

سیس۔سابق حکمران کے حکم پر گنے پر لیوی۔آئینی جواز-آئین ہند، آرٹیکلز 14، 265، 373۔

چینی کی صنعت کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لئے، جس کے لئے گنے کے علاقے کو ترقی دینا ضروری تھا، سابق ریاست گوالیار کے حکمران نے 1946-7-27 کے ایک حکم کے ذریعہ مدعاعلیہ کمپنی کے ذریعہ خریدے گئے تمام گنے پر ایک آنا فی من سیس لگانے کی منظوری دی۔جب مدھیہ بھارت کی حکومت، جو سابق گوالیار ریاست کی جانشین ریاست تھی، نے سیس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا، تو مدعاعلیہ نے مدھیہ بھارت ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی جس میں لیوی کی قانونی حیثیت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا کہ 1946-7-27 کا حکم صرف ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا اور آئین ہند کے آرٹیکل 265 کے تحت قانون نہیں تھا۔ لہٰذا، 26 جنوری 1950 کے بعد سیس لگانے کا کوئی اختیار نہیں تھا، اور (2) کہ لیوی امتیازی تھی اور آرٹیکل 14 کی اس حد تک خلاف ورزی تھی کہ جب مدعاعلیہ کو سیس ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا تو ریاست کی دیگر شوگر فیکٹریوں کو استثنیٰ حاصل تھا۔یہ پایا گیا کہ جس وقت پہلی بار سیس لگایا گیا تھا اس وقت گوالیار ریاست میں مدعاعلیہ کے علاوہ کوئی

چینی فیکٹری موجود نہیں تھی۔

یہ کہ (1) ہندوستانی ریاست کا حکمران ایک مطلق العنان بادشاہ تھا جس میں اسے اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی کوئی آئینی حد نہیں تھی، وہ سپریم مقننہ، سپریم عدلیہ اور ایگزیکٹو کا سپریم سربراہ تھا۔ نتیجتاً، ریاست گوالیار کے حکمراں کی طرف سے 27-7-1946 کو جاری کیا گیا حکم ان کے ذریعہ نافذ کردہ ایک قانون کے مترادف تھا اور ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 372 کے تحت ایک موجودہ قانون بن گیا۔ لہذا سیس کی وصولی آرٹیکل 265 کے معنی کے اندر قانون کے اختیار کے تحت تھی۔

مدھوراؤ پھالکے بنام ریاست مدھیہ بھارت، (1961) آئی ایس سی آر 957، از اں بعد۔

(2) سیس کی وصولی دفعہ 14 کی خلاف ورزی نہیں کرتی تھی کیونکہ (الف) مقصد مخصوص علاقے میں گنے کی نشوونما تھا اور تاریخی عوامل کی بنیاد پر جغرافیائی درجہ بندی درجہ بندی کا جائز طریقہ تھا، اور (ب) ٹیکس کو امتیازی قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کسی فرد اور فرد کے درمیان فرق کرنے کی دانستہ نیت سے لگایا گیا تھا۔ اور خاص طور پر، اس معاملے میں، جہاں پہلی بار سیس لگانے کی مانگ کی گئی تھی، ریاست میں کوئی دوسری شوگر فیکٹری موجود نہیں تھی۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1957 کے دیوانی اپیل نمبر 98 اور 99۔

مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 31 اگست 1954 کے فیصلے اور حکم کے خلاف 1953 کے دیوانی کیس نمبر 9 میں اپیلیں۔

آر گنپتی ایر اور ڈی گپتا، 1957 کے سی اے نمبر 98 میں اپیل کنندہ اور 1957 کے سی اے نمبر 99 میں جواب دہندگان کی طرف سے۔

1957 کے سی اے نمبر 98 میں جواب دہندگان کی طرف سے ایس کے کپور اور نونیت لال اور 1957 کے سی اے نمبر 99 میں اپیل کنندہ ہیں۔

30 نومبر 1960ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس مدھولکر : یہ مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے سابق ہائی کورٹ کے دو فیصلوں کی کراس اپیلیں ہیں ۔ یہ دونوں گوالیار شوگر کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے پیش کی گئی ایک عملداری درخواست سے پیدا ہوئے ہیں، جو 1957 کے سی اے 98 میں جواب دہندہ ہیں، جس میں انہوں نے مدعاعلیہان کے ذریعہ خریدے گئے گنے پر سیس لگانے کے جواز کو چیلنج کیا تھا۔ جن بنیادوں پر سیس کے جواز کو چیلنج کیا جاتا ہے وہ دو ہیں۔ پہلی بنیاد یہ ہے کہ یہ کسی قانون کے تحت عائد نہیں کیا گیا تھا اور دوسری بنیاد یہ ہے کہ یہ جواب دہندگان کے خلاف امتیازی سلوک ہے۔

ان دلائل کی تعریف کرنے کے لئے کچھ حقائق کو بیان کرنا ضروری ہے۔ سنہ 1940ء میں ریاست گوالیار کی حکومت اور سر ہومی مہتا اور دیگر کے درمیان طے پانے والے ایک معاہدے کے تحت ڈبرا میں ایک شوگر فیکٹری قائم کی گئی۔ اس فیکٹری کا نام گوالیار شوگر کمپنی لمیٹڈ ہے۔ 20 جون 1946 کو ریاست گوالیار کے حکمران مہاراجہ سندھیا نے "متحدہ صوبوں یا بہار کی طرز پر گنے کا سیس لگانے کی خواہش پر غور کرنے اور حکومت اور فیکٹری کے درمیان جاری معاہدے کی شرائط کے اندر چینی کی قیمتوں کے تعین کے طریقہ کار کی سفارش کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی"۔ کمیٹی کی رپورٹ 23 جولائی 1946 کو چیئرمین نے مہاراجہ کو پیش کی۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں مشاہدہ کیا کہ صنعت کو یقینی اور مستحکم بنیادوں پر رکھنے کے لئے گنے کے علاقے کو ترقی دینا اور کم سے کم وقت میں پیداوار حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے کمیٹی نے سفارش کی کہ مدعاعلیہ فیکٹری کے ذریعہ خریدے گئے تمام گنے پر ایک انا فی من کا گنا سیس لگانا ضروری ہے۔ اس رپورٹ کی بنیاد پر مہاراجہ نے مندرجہ ذیل توثیق کی کہ "گو جریش منظور شدہ، جے ایم سندھیا، 27-7-46"۔ واضح رہے کہ کمیٹی نے کین ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام کی بھی سفارش کی تھی۔ اس سفارش کو حکمراں نے بھی قبول کرلیا تھا۔ 26 اگست 1946 کو حکومت گوالیار کے اقتصادی مشیر نے مدعاعلیہ فیکٹری کے منیجر کو ایک خط لکھا۔ اس خط کے متن کو دوبارہ پیش کرنا مفید ہوگا کیونکہ اس کی دوسری بنیاد پر کچھ مطابقت ہوگی جس پر سیس کو چیلنج کیا گیا ہے۔ خط اس طرح چلتا ہے:

"عالی جناب،

گوالیار حکومت نے گوالیار شوگر کمپنی لمیٹڈ کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ہر سی کمانڈ والے علاقے میں گنے کے رقبے اور گنے کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے آپ کی فیکٹری کے ذریعہ خریدے

گئے تمام گنے پر ایک آنا فی من کا گنا سیس لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سیس کا آپریشن آنے والے گنے کی کرشنگ سیزن سے شروع ہوگا۔

سیس سے حاصل ہونے والی رقم ہر سی خطے میں گنے کے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کی گئی ہے جو اس مقصد کے لئے تشکیل دیئے گئے کین ڈیولپمنٹ بورڈ کے ذریعہ کیا جائے گا۔

کین ڈیولپمنٹ بورڈ اس ترقیاتی کام میں آپ کے تعاون کی توقع کرتا ہے، جسے جلد از جلد شروع کرنے کی تجویز ہے۔

آپ کا مخلص

سیکرٹری

کین ڈیولپمنٹ بورڈ۔

مدعاعلیہ فیکٹری نے اس لیوی کے خلاف احتجاج کیا۔ ریاست مدھیہ بھارت کی تشکیل کے بعد، مدعا علیہ نے مدھیہ بھارت کی حکومت کو سیس لگانے کے خلاف نمائندگی کی۔ تاہم، اس نمائندگی کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے 1946 سے 1948 تک 1,17,712-8-2 روپے کا سیس ادا کیا۔ مدھیہ حکومت نے جواب دہندگان سے 1949 سے 1951 کے سالوں کے لئے 2,79,632-14-9 روپے کی رقم کا مطالبہ کیا تھا۔ مدعاعلیہان نے مذکورہ بالا دو بنیادوں پر اس مطالبے کو چیلنج کیا اور اس مطالبے کو منسوخ کرنے کے لئے مدھیہ بھارت ہائی کورٹ کے سامنے ایک عرضی پیش کی۔ درخواست کی مخالفت ریاست مدھیہ بھارت کی طرف سے کی گئی تھی جو سابق گوالیار ریاست کی جانشین ریاست تھی۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو جزوی طور پر منظور کرتے ہوئے کہا کہ ریاست مدھیہ بھارت 26 جنوری 1950 کے بعد مدعاعلیہان سے واجب الادا سیس کی وصولی کی حقدار نہیں ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مدعاعلیہ کمپنی کی جانب سے ہائی کورٹ کے سامنے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ ریاست 26 جنوری 1950 سے پہلے سیس کی وصولی کی حقدار تھی۔ تاہم بعد میں مدعاعلیہان نے ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست دائر کی جس میں انہوں نے 26 جنوری 1950 سے پہلے کی مدت کے لئے سیس کے سلسلے میں بھی راحت مانگی۔ ہائی کورٹ نے نظر ثانی کی درخواست کو اس بنیاد پر خارج کر دیا تھا کہ ایسی کوئی درخواست نہیں ہے۔ جواب دہندگان 1957 کے سی اے نمبر 99 میں ہائی کورٹ کے نقطہ نظر کو چیلنج کر رہے ہیں۔ ریاستوں کی تنظیم نو ایکٹ، 1956 کے نافذ

ہونے کے بعد، ریاست مدھیہ پردیش کو ریاست مدھیہ بھارت کی جگہ لے لیا گیا ہے اور انہیں دونوں اپیلوں میں بالترتیب اپیل گزار اور جواب دہندگان کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

ہائی کورٹ نے اس بنیاد پر سیس کو خارج کر دیا کہ گوالیار دربار کا 27 جولائی 1946 کا حکم صرف ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا اور آئین کے آرٹیکل 265 کے تحت قانون نہیں تھا اور اس لئے 26 جنوری 1950 کے بعد سیس لگانے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اس نکتے کا احاطہ مدھوراؤ پھالکے بنام ریاست مدھیہ بھارت اور ایک اور (1961) 1 ایس سی آر 957) کا فیصلہ 3 اکتوبر 1960 اس عدالت کے فیصلے سے ہوتا ہے۔

اس عدالت کے فیصلے کے دوران، جسٹس گجیندر گڈکر نے نشاندہی کی:

اس طرح انہوں نے دیکھا کہ اگرچہ سر مادھو راؤ آہستہ آہستہ عوام کو ریاست کی حکومت کے ساتھ جوڑنے کے لئے اقدامات کر رہے تھے اور اس مقصد کے ساتھ وہ جمہوری طرز حکمرانی کے مطابق ادارے قائم کر رہے تھے، لیکن انہوں نے اپنے تمام اختیارات کو خود مختار کے طور پر برقرار رکھا تھا اور مذکورہ اداروں میں سے کسی کے حق میں اپنا کوئی اختیار تفویض نہیں کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، ان اداروں کی تشکیل کے باوجود، مہاراجہ ایک مطلق بادشاہ رہا جس کو مقننہ، ایگزیکٹو اور عدلیہ کا اعلی اختیارات تفویض کیا گیا تھا۔

"اس سوال سے نمٹنے کے لئے کہ آیا اس طرح کے مطلق بادشاہ کی طرف سے جاری کردہ احکامات قانون یا ضابطے کے برابر ہیں جس میں قانون کی طاقت ہے، یا کیا وہ صرف انتظامی احکامات ہیں، یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ایگزیکٹو احکامات اور قانون سازی کے احکامات کے درمیان فرق صرف تعلیمی ہے جہاں حکمران تمام اختیارات کا منبع ہے۔ حکمراں کے اختیار پر کوئی آئینی پابندی نہیں تھی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرے۔ وہ سپریم مقننہ، اعلی عدلیہ اور ایگزیکٹو کا سپریم سربراہ ہوگا، اور اس کے تمام احکامات، چاہے وہ جاری کیسے جائیں، قانون کی طاقت رکھتے ہوں گے اور شہریوں کے حقوق سمیت ریاست کے معاملات کو منظم کریں گے۔

یہ بھی واضح ہے کہ ہندوستانی ریاست میں مطلق العنان بادشاہ کی طرف سے جاری کردہ حکم جس کے پاس قانون کی طاقت تھی، آئین کے آرٹیکل 372 کے تحت موجودہ قانون کے مترادف ہوگا۔

ان مشاہدات سے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ مہاراجہ کی جانب سے گوجرش پر توثیق جس میں انہوں نے فیکٹری کے ذریعے چلائے گئے پر سیس لگانے کے بارے میں کمیٹی کی سفارش کو قبول کیا تھا، ایک قانون کے مترادف ہے، چاہے یہ توثیق کتنی ہی غیر رسمی کیوں نہ ہو۔ چونکہ یہ اس وقت مہاراجہ کے ذریعہ نافذ کیا

گیاایک قانون تھا، آئین کے نافذ ہونے کے ساتھ ہی، یہ آرٹیکل 372 کے تحت ایک موجودہ قانون بن گیااور اس طرح یہ آئین کے آرٹیکل 265 کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ ہائی کورٹ سے اختلاف کرتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ سیس قانون کی اتھارٹی کے ذریعہ لگایا گیا تھا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ سیس آئین کے آرٹیکل 14 میں شامل مساوی تحفظ کی ضمانت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ہائی کورٹ کے سامنے جو درخواست کی گئی تھی اور ہمارے سامنے بھی زور دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ موجودہ ریاست مدھیہ پردیش میں یہ واحد شوگر فیکٹری ہے جو سیس ادا کرنے کی ذمہ دار ہے جبکہ دیگر شوگر فیکٹریوں کو اس سے استثنیٰ حاصل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دیگر شوگر فیکٹریوں کو یہ سیس ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اس طرح وہ جواب دہندگان کے مقابلے میں چینی کی مینوفیکچرنگ اور مارکیٹنگ کے اپنے کاروبار کو جاری رکھنے کے معاملے میں بہتر پوزیشن میں ہیں اور لہٰذا اس سلسلے میں جواب دہندگان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ تاہم، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ریاست مدھیہ پردیش کے قیام کے بعد بھی اسے امتیازی سلوک نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سیس کے نفاذ کے تاریخی پس منظر سے فرق پیدا ہوتا ہے۔ حال ہی میں اس عدالت نے اس کا فیصلہ سنایا ہے۔ کے پریتی راج جی بمقابلہ ریاست راجستھان اور دیگر (1936 کا سی اے نمبر 347) نے 2 نومبر 1960 کو فیصلہ کیا کہ کچھ تاریخی عوامل کی بنیاد پر جغرافیائی درجہ بندی درجہ بندی کا ایک جائز طریقہ ہے۔ ہماری رائے میں اس فیصلے کا بنیادی اصول موجودہ کیس پر بھی لاگو ہوگا۔ اس فیصلے کے پیش نظر مدعا علیہان کے وکیل مسٹر پکھورنے اپنی دلیل کو کچھ مختلف بنیاد پر رکھنے کی کوشش کی۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ 27 جون 1946 کے حکم کے تحت صرف مدعا علیہ فیکٹری کو سیس ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور گوالیار کی کسی دوسری فیکٹری پر بھی اسی طرح کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی تھی۔ تاہم، ایسا لگتا ہے کہ اس وقت گوالیار ریاست میں کوئی اور چینی فیکٹری موجود نہیں تھی۔ جواب دہندہ فیکٹری سب سے پہلے قائم کی گئی تھی اور ہم سب جانتے ہیں کہ آج بھی اس علاقے میں واحد چینی فیکٹری ہے جو پہلے گوالیار ریاست کی تشکیل کرتی تھی۔ ہم پہلے ہی گوالیار حکومت کے اقتصادی مشیر کی طرف سے گوالیار شوگر کمپنی لمیٹڈ کی انتظامیہ کو لکھے گئے خط کا حوالہ دے چکے ہیں۔ اس خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیس ایک خاص مقصد کے لئے لگایا گیا تھا اور وہ ہرسی کمانڈ والے علاقے میں گنے کے رقبے کو بڑھانا تھا تاکہ گوالیار شوگر کمپنی لمیٹڈ، یعنی جواب دہندہ فیکٹری کو مستحکم اور مستحکم بنیاد پر رکھا جائے۔ لہٰذا یہ واضح ہو جائے گا کہ فیکٹری کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا تو دور کی بات، سیس کا پورا مقصد فیکٹری کے فائدے اور ریاست میں شوگر انڈسٹری کے فائدے کے لیے کچھ کرنا تھا، جو اس وقت اپنے ابتدائی مراحل

میں تھا۔اس حقیقت کے علاوہ کہ ٹیکس کے معاملے میں مقننہ کو وسیع صوابدید حاصل ہے، یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کسی ٹیکس کو امتیازی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے جب تک کہ عدالت کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کسی فرد اور فرد کے درمیان فرق کرنے یا نسل کی بنیاد پر جان بوجھ کر عائد کیا گیا ہے۔ مذہب، عقیدے، زبان یا اسی طرح. سال 1946 میں جب ریاست گوالیار میں کوئی اور شوگر فیکٹری موجود نہیں تھی تو ایسا کچھ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح جب سیس نافذ کیا گیا تو قانون میں اچھا تھا اور آئین کے نفاذ کی وجہ سے اسے آرٹیکل 13 کے تحت اس بنیاد پر کالعدم قرار نہیں دیا گیا ہے کہ یہ آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے۔لہٰذا ہماری رائے میں جن دونوں بنیادوں پر سیس کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا ہے وہ غلط تصور شدہ ہیں اور سیس مکمل طور پر درست ہے۔ لہٰذا ریاست مدھیہ پردیش کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ مدعا علیہ فیکٹری سے سیس وصول کرے۔ 1957 کے سی اے نمبر 98 میں ہم نے جو نقطہ نظر اختیار کیا ہے اس پر 1957 کے سی اے نمبر 99 میں کچھ بھی غور کرنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔اس کے مطابق ہم ریاست کی اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور جواب دہندگان کی اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل کے اخراجات 1957 کے سی اے نمبر 98 میں جواب دہندگان برداشت کریں گے۔چونکہ دونوں اپیلوں پر ایک ساتھ بحث کی گئی تھی، لہٰذا سماعت کی فیس کا صرف ایک سیٹ ہوگا۔

اپیل نمبر 98 کی اجازت ہے۔

اپیل نمبر 99 خارج کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this
document